کتابتِ حدیث کے جواز اور عدمِ جواز پر مشتمل روایات کا تنقیدی جائزہ

محمد اکرم ورک*

قرآن اور حدیث اسلام کے دو بنیادی مآخذ ہیں۔ حدیث وسنّت کا مطالعہ، بالواسطہ طور پر، قرآن ہی کا مطالعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کے الفاظ کی حفاظت فرمائی ہے اسی طرح اس کے معنیٰ ومفہوم، (یعنی حدیث و سنّت) کی حفاظت کا بھی سامان فرمایا۔ امام ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) کے بقول ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَه لَحَافِظُوْنَ (۱۵/۹)﴾ میں الذّکر سے مراد صرف قرآن ہی نہیں بلکہ حدیث وسنّت بھی ہے۔(1) اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تکوینی نظام کے تحت حدیث وسنّت کی حفاظت کے لئے محدّثین کی ایک ایسی جماعت پیدا فرمائی جنھوں نے فنِ حدیث کی خدمت میں اپنی زندگیاں وقف کردیں اور حدیث وسنّت کو ہر طرح کی آمیزش سے پاک رکھنے کے لئے اسماء الرجال کا وہ عظیم الشان فن ایجاد کیا جس کی تاریخ عالم میں ہمیں کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔

ظہورِ اسلام سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے عربوں کو بے مثال قوتِ حافظہ سے سرفراز فرما رکھا تھا۔ عرب عام طور پر چیزوں کو لکھنا عیب خیال کرتے تھے اس لئے وہ چیزوں کو زبانی یاد کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ طویل ترین قصائد، ہزاروں اشعار، قبائل اور خاندانوں کے علاوہ جانوروں تک کے نسب ناموں کو یاد رکھنا عربوں کا مشغلہ تھا۔ اس پس منظر میں جب عرب قوم نے اسلام قبول کیا تو اپنے بے مثل حافظے کے علی الرغم ان کو اللہ کے رسول ﷺ سے جو بے پناہ عقیدت اور محبت تھی یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے نہ صرف آپ ﷺ کے اقوال کو زبانی یاد کیا بلکہ اپنے عمل کے ذریعے اگلی نسل تک منتقل کیا۔ نبی ﷺ نے عربوں میں پڑھنے لکھنے کا شعور بیدار کیا اور صحابہ کرامؓ کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ وہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ اس کی قولی اور عملی تفسیر، جو حدیث وسنّت کی شکل میں تھی، کو بھی محفوظ کرتے چلے جائیں۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے حدیث کی خدمت کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا، انہوں نے حرمین شریفین، کوفہ، بصرہ اور دمشق کے علاوہ کئی دیگر بلادِ اسلامیہ میں علمِ حدیث کے مستقل مراکز اور مدارس قائم کئے، قاضی اطہر مبارکپوری کی کتاب ''خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا نظامِ تعلیم تربیت'' میں اس کی بعض تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔ (2)

☆ لیکچرار۔ گورنمنٹ ڈگری کالج قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ

گویا حدیث وسنّت کی حفاظت پر تمام صحابہؓ کا ایک طرح کا اجماع ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ عہدِ صحابہؓ میں ہی زبانی مشق کے ساتھ ساتھ ہزاروں احادیث قلمبند کر لی گئیں۔تاہم بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتابتِ حدیث سے بڑی سختی سے منع فرمایا تھا اگر چہ دیگر احادیث سے کتابتِ حدیث کی اجازت بھی ثابت ہے۔لیکن ان بظاہر تناقض اور متضاد روایات کو بنیاد بنا کر مستشرقین (Orientalists) اور منکرین حدیث نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر حدیث کی حفاظت مطلوب ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کی کتابت سے منع نہ فرماتے، چونکہ رسول اللہ ﷺ نے کتابتِ حدیث سے منع کر دیا تھا اس لیے صحابہ کرامؓ نے نہ تو حدیث کو لکھا اور نہ ہی اس کی حفاظت کا کوئی خاطر خواہ انتظام کیا۔ اگر چہ بعد کے دور یعنی دوسری اور تیسری صدی ہجری میں محدّثین نے جمع و تدوین حدیث کی پر خلوص کوششیں کیں لیکن ابتدائی دور کے تساہل کی وجہ سے احادیث کی بہت بڑی تعداد ضائع ہوگئی۔مستشرقین (Orientalists) اور منکرین حدیث کا دعویٰ ہے کہ حدیث کا موجودہ ذخیرہ دوسری اور تیسری صدی ہجری کی پیداوار ہے،اور یہی وہ دور ہے جس میں کثرت سے احادیث وضع کی گئیں۔

مستشرق الفرڈ گیوم (Alfred Guillaume) لکھتا ہے کہ چونکہ محمد ﷺ نے حدیث کی کتابت سے منع کر دیا تھا اس لئے دورِ اوّل کے علما نے علمِ حدیث کی حفاظت میں سستی اور لاپرواہی سے کام لیا، جس کے نتیجہ میں احادیث یا تو ضائع ہوگئیں یا پھر ان میں اس طرح کا اشتباہ پیدا ہوگیا ہے، کہ پورے یقین کے ساتھ کہنا کہ یہ محمد ﷺ کا فرمان ہے، ممکن نہیں ہے۔مستشرق موصوف اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Readers of the Quran will perceive that the laws which govern Muslim custom (Sunna) in these everyday affairs are adumbrated there, but they will look in vain for the datails which make these customs into formal rites and rules of behaviour. To find the underlying authority for these rules, we must go to the books of tradition (Hadith). In theory the life of the individual Muslim is governed by what the prophet said and did; in fact by what he is reported to have said and done; and the two are not always the same. Exactly when records of the deeds and words of the prophet were first written down wi do not know; indeed early tradition is at variance with itself on this very point.Some say that the prophet authorized the

writing of his sayings; others assert that he forbade it. At any rate it is certain that several small collections of traditions were assembled in Umayyad times.(3)

''جب محمد ﷺ کی وفات کے نتیجہ میں مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کا براہِ راست تعلق، جو قرآن اور سنّت کی شکل میں تھا، اختتام پذیر ہوا اور مسلمانوں کو ملتِ اسلامیہ کی بقا اور حفاظت کی فکر دامن گیر ہوئی، اور دوسری طرف انہیں زندگی کے مختلف معاملات سے سابقہ پڑا تو انہوں نے قرآنی آیات اور سورتوں کی تفسیر کے لئے سنّت کے قلعہ میں پناہ لی۔ سنّت کی بازیابی اور دریافت کے لئے وہ محمد ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات پر بحث کرنے لگے۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ وہ محمد ﷺ کی طرف منسوب اقوال تک پہنچنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے لئے یہ بات بڑی مشکل تھی کہ وہ اپنے رسول ﷺ کے حقیقی اقوال اور ان اقوال کے مابین جن کو ان کی طرف منسوب کر دیا گیا تھا، تمیز کر سکتے۔ اس حقیقت کی طرف وہ روایات اشارہ کرتی ہیں جن میں سنّت کی کتابت، اور کتابت کی ممانعت کا حکم ہے۔ انہیں روایات کی وجہ سے محدّثین شکوک وشبہات کا شکار ہوئے (کہ حدیث کو لکھا جائے کہ نہ لکھا جائے) جس کے نتیجہ میں کثیر احادیث ضائع ہوگئیں۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ حدیث کے بعض مجموعے اموی دور کے بعد جا کر مدون ہوئے۔''

مشہور مستشرق میکڈونلڈ (Macdonold) الفرڈ گیوم (Alfred Guillaume) کے مؤقف کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سب سے بڑا سبب جس کے نتیجے میں تدوینِ سنّت کا کام دوسری صدی ہجری کے نصف تک تاخیر کا شکار ہوا، وہ بعض محدّثین کا صرف زبانی حفظ پر اعتماد کرنا اور سنّت کی کتابت کو ترک کرنا ہے، اور پھر اُن لوگوں کا، جو سنّت کی کتابت کے قائل تھے، یہ کہتے ہوئے شدت کے ساتھ مقابلہ کرنا کہ یہ لوگ بدعتی ہیں۔ یہی چیز بالآخر سنّت کے ضائع ہونے کا سبب بنی۔(4)

مشہور مصری عالم اور منکرِ حدیث ابوریّہ حدیث کی کتابت اور اس کے وحی ہونے پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذا من أعجب العجب لأنه اذا كان النبی ﷺ أوتی مثل الكتاب أی مثل القرآن ليكون تماما على القرآن لبيان دينه وشريعته فلم يعين صلوات الله عليه بتدوينه وكتابته قبل أن ينتقل الى الرفيق الأعلى كما عنى بتدوين القرآن؟ ولِم ينه عن كتابته بقوله: "لا تكتبوا عنى غير القرآن" وهل يصح أن يدع الرسول نصف مااوحی اليه يعدو بين الأذهان بغير قيد: يمسكه هذا وينساه ذاك؟ وهل يكون الرسول بعمله هذا، قد بلغ الرسالة على وجهها وأدى الأمانة الى اهلها؟ "(5)

''یہ ایک عجیب ترین بات ہے، کیونکہ اگر نبی ﷺ کو قرآن کے مثل کوئی چیز دی گئی تھی جو دین اور شریعت کے بیان میں قرآن کی تکمیل کر رہی تھی تو جس طرح آپ ﷺ نے قرآن کی تدوین کا اہتمام کیا تو اسی طرح اپنی وفات سے پہلے اس (حدیث) کی تدوین کا حکم کیوں نہ دیا؟ اور آپ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے: ''لا تکتبوا عنی غیر القرآن'' حدیث کی کتابت سے کیوں منع فرمایا؟ کیا یہ بات مانی جا سکتی ہے کہ نبی ﷺ اپنی وحی کے نصف حصے کو اس حال میں چھوڑ گئے ہوں کہ وہ کسی حفاظت کے بغیر محض ذہنوں میں گردش کر رہی ہو، کسی کو یاد ہو اور کوئی اس کو بھول جائے؟ اور کیا ایسا کرنے سے رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ رسالت اور امانتِ وحی کو اس کے اہل تک پہنچانے کی ذمہ داری پر کوئی حرف نہیں آتا؟۔''

حافظ محمد اسلم جیراج پوری (م ۱۹۵۵ء) لکھتے ہیں:

''انبیاء کرام اور خاص کر سرور انبیا ﷺ کی حدیثوں کا لکھنا عقل وعلم کی رو سے نہایت پسندیدہ اور مفید کام ہو سکتا تھا مگر یہ نفسیاتی مسئلہ ہے کہ ایسی عظیم الشان ہستیوں کے اقوال جمع ومدون کرنے کے بعد قومیں ان ہی کو اصلِ دین قرار دے لیتی ہیں اور کتابِ الٰہی کو پس وپشت ڈال دیتی ہیں۔ یہی راز تھا جس کی بنا پر حضور ﷺ نے کتابتِ روایت سے منع فرمایا تھا۔'' (6)

جناب غلام احمد پرویز (م ۱۹۸۵ء) لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ نے جہاں قرآن کریم کے متعلق اس قدر حزم واحتیاط سے کام لیا احادیث کے متعلق کوئی انتظام نہیں فرمایا برعکس اس کے خود کتبِ احادیث میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''لاتکتبوا عنی غیر القرآن ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ'' مجھ سے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ لکھو ،جس نے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز لکھی ہو اسے مٹا دے۔'' (7)

منکرینِ حدیث اور مستشرقین کے مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ زیرِ تبصرہ موضوع کے دو پہلو خاص طور پر تنقیح طلب ہیں۔

ایک، یہ کہ اگر حدیث کی حفاظت بھی مطلوب تھی تو پھر روایات میں اس نوعیت کا تضاد کیوں ہے کہ کہیں تو حدیث لکھنے کی سخت ممانعت آئی ہے اور کہیں لکھنے کا حکم ہے؟۔

دوسرا، یہ کہ روایات میں اس تعارض کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کا رجحان چونکہ حدیث کی عدمِ کتابت کی طرف تھا اس لئے قرنِ اوّل میں احادیث کو تحریری صورت میں محفوظ نہ کیا جا سکا جس کے نتیجہ میں اکثر احادیث ضائع ہو گئیں۔

ذیل کی سطور میں ہم اختصار کے ساتھ ان دونوں اعتراضات کا جائزہ لیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتابتِ حدیث سے بڑی سختی سے منع کیا تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایسی روایات بھی موجود ہیں جن میں کتابتِ حدیث کی اجازت دی گئی ہے، اس لئے دونوں طرح کی روایات کے موقع و محل اور پسِ منظر کو سمجھے بغیر حقیقتِ حال کا ایضاح ممکن نہیں۔

شارحینِ حدیث نے کتابتِ حدیث کے جواز اور ممانعت پر مشتمل دونوں طرح کی احادیث کا جائزہ لے کر اپنے نتائج فکر سے امت کی راہنمائی کی ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ کتابتِ حدیث کی ممانعت والی احادیث کا ایک خاص پس منظر ہے جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے، یہ عمومی حکم نہیں تھا۔ اگر چہ ہر دور کے علمانے اس موضوع پر دادِ تحقیق دی ہے، لیکن علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے اپنی قابلِ قدر تصنیف "تقییدالعلم" میں اس موضوع پر جو بحث کی ہے اس کی کوئی دوسری مثال ملنا مشکل ہے۔ جو احباب اس موضوع کے تفصیلی مطالعہ کے خواہاں ہوں ان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ خود راقم الحروف نے اس بحث کی تفہیم میں اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔(8)

کتابتِ حدیث کی ممانعت والی روایات کا تنقیدی جائزہ

کتابتِ حدیث کی ممانعت سے متعلق مشہور روایات چار صحابہ کرامؓ حضرت ابوسعید الخدریؒ (م۷۴ھ)، ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ) زید بن ثابتؓ (م ۴۴ھ) اور عبداللہ بن عمرؓ (م ۷۳ھ) سے مروی ہیں، ان صحابہ کرامؓ کی جو روایات بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں ذیل کی سطور میں ہم ان تمام روایات کا تنقیدی جائزہ پیش کریں گے۔

1--- حضرت ابوسعید الخدریؓ کی روایات کا جائزہ

حضرت ابوسعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) سے اس حوالے سے مختلف الفاظ کے ساتھ دو روایات مروی ہیں۔

1--- پہلی روایت میں آپؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"أن رسول اللهﷺ قال:"لاتكتبوا عني، ومن كتب عني غير القرآن فليمحه، وحدّثوا عني، ولا حرج، ومن كذب عليّ متعمداً فليتبوّأ مقعده من النار"(9)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے مت لکھو اور جس نے قرآن کے سوا اور چیز لکھی ہو وہ مٹادے، میری حدیثیں لوگوں تک پہنچادو جس نے دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ

دوزخ میں بنالے۔"

یہی روایت حضرت ابوسعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) سے ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لاتکتبوا عنی شیئاً سوی القرآن ، فمن کتب عنی شیئاً سوی القرآن فلیمحه"(10)

سنن دارمی میں یہ الفاظ ہیں"شیئاً غیر القرآن فلیمحه"(11)

مذکورہ بالا روایت محدّثین کے اصولوں کے مطابق بالکل صحیح ہے، اور یہی وہ روایت ہے جو حدیث و سنّت کی عدمِ کتابت کے باب میں منکرینِ حدیث کی سب سے بڑی اور مضبوط دلیل ہے، اس لئے ذیل کی سطور میں ہم اس روایت کا مختلف پہلوؤں سے تجزیہ کریں گے۔

امام بخاری (م ۲۵۶ھ) اور کئی دیگر محدّثین اس روایت کو حضرت ابوسعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) کا قول قرار دیتے ہیں۔ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"منهم من اعلّ حديث ابی سعيدؓ و قال الصواب وقفه علی ابی سعيدؓ قاله البخاری وغيره"(12)

"کچھ لوگوں نے حدیثِ ابی سعیدؓ کو معلول قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ یہ ابوسعیدؓ پر موقوف ہے۔ یہ قول امام بخاریؒ اور بعض دوسرے لوگوں کا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے، لیکن اگر بالفرض یہ بات نہ ہوتب بھی حدیث کے الفاظ اور دیگر شواہد پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا منشا مطلقاً کتابت سے ہی منع کرنا نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کے ساتھ کسی چیز کو ملا کر نہ لکھا جائے تاکہ اشتباہ پیدا نہ ہو۔ ہمارے موقف کی تائید ابوسعید خدریؓ کے اس تفصیلی بیان سے ہوتی ہے جو مسندِ احمدؒ اور مجمع الزوائد میں منقول ہے۔حضرت ابوسعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) فرماتے ہیں:

" كنا قعوداً نكتب مانسمع من النبی ﷺ ، فخرج علينا فقال:ماهذا تكتبون؟ فقلنا: مانسمع منك ، فقال: أ كتاب مع كتاب الله؟ فقلنا: ما نسمع ، فقال : اكتبوا كتاب الله ، امحضوا

كتاب الله ، أ كتاب غير كتاب الله ، امحضوا أو أخلصوه ، فقال:

"فجمعناما كتبنا فی صعيد واحد ثم أحرقناه بالنار"(13)

''جو کچھ بھی (قرآن وحدیث) ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا ایک دفعہ ہم اسے بیٹھ کر لکھ رہے تھے کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا لکھ رہے ہو؟ عرض کیا: وہی جو کچھ آپ ﷺ سے سنتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ ایک اور کتاب بھی لکھی جا رہی ہے؟ اللہ کی کتاب کو علیحدہ کرو اور اسے خالص رکھو۔ پس ہم نے جو کچھ لکھا اسے ایک جگہ اکٹھا کیا اور جلا دیا۔''

اس روایت سے زیر تبصرہ حدیث کا پس منظر بالکل واضح ہو جاتا ہے، کہ آپ ﷺ کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ لوگوں کو حدیث کی کتابت ہی سے منع کر دیا جائے بلکہ آپ ﷺ صرف یہ چاہتے تھے کہ قرآن وحدیث کو ایک ہی جگہ ملا کر لکھنے سے اجتناب کیا جائے تا کہ قرآن وحدیث کے باہم خلط ملط ہونے کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔

2--- حضرت ابوسعید خدریؓ (م ۷۴ھ) سے جو دوسری روایت مروی ہے وہ یہ ہے کہ:

" استأذنّا النبیّ ﷺ فی الكتابة فلم يأذن لنا"(14)

''ہم نے آنحضرت ﷺ سے لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت نہ دی۔''

ایک دوسرے مقام پر حضرت ابوسعید خدریؓ سے اسی حدیث کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں، کہ:

"أنّهم استأذنوا النبی ﷺ فی أن يكتبوا عنه فلم يأذن لهم"(15)

''انہوں نے آنحضرت ﷺ سے لکھنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی''

مشہور محدث امام ابوسلمان حمد بن محمد الخطابیؒ (م ۳۸۸ھ) مذکورۃ الصدر روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" أنما نهى أن يكتب الحديث مع القرآن فی صحيفة واحدة، لئلا يختلط به، ويشتبه على القارئ فاما أن يكون نفس الكتاب محظوراً، وتقييد العلم بالخط منهياً عنه فلا"(16)

'' آپ ﷺ نے قرآن وحدیث کو ایک ہی صحیفے میں لکھنے سے منع فرمایا تا کہ ان میں آمیزش ہو

کر وہ قاری کے لیے التباس کا باعث نہ بن جائیں۔ البتہ نفس کتابت اور علم کو محفوظ کر لینا ہر گز ممنوع نہیں۔''

اس موضوع کی جملہ روایات کا تفصیلی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم یکا یک نہیں دیا گیا بلکہ اس حال سے واقف ہونے کے بعد کہ آپ ﷺ سے سنی ہوئی ہر بات لکھی جا رہی ہے اور اس سے قرآن و حدیث میں التباس کا واضح خطرہ ہے تو آپ ﷺ نے ضروری خیال کیا کہ عام طور پر حدیثوں کے لکھنے سے روک دیا جائے۔ آپ ﷺ کے اس حکم کی یہی حکمت نظر آتی ہے کہ اگر عہدِ نبوت ہی میں قرآن و حدیث کے مشترکہ مجموعے تیار ہو جاتے تو پھر بعد والے لوگوں کے لئے قرآن و حدیث کے متون کے علاوہ ان کے احکام میں فرق کرنا ممکن نہ رہتا۔ اس موقف کی تائید حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰؓ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے:

''كتبت عن أبى كتاباً فقال: لو لا أن فيه كتاب الله لأحرقته''(17)

'' ابو بردہؓ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے ایک کتاب نقل کی تو انہوں نے فرمایا اگر اس میں اللہ کی کتاب نہ ہوتی تو میں اسے جلا دیتا۔''

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ کلامِ الٰہی اور احادیث کو ایک ہی کاغذ پر لکھ لیتے تھے اور اس طرح خلط ملط کر دیتے تھے کہ قرآن و حدیث میں امتیاز باقی نہیں رہتا تھا۔ پھر جب قرآن و حدیث کا فرق صحابہ کرامؓ پر واضح ہو گیا اور وہ مسودے ضائع کر دیئے گئے جن میں قرآن و حدیث کو اکٹھا لکھا گیا تھا اور آپ ﷺ کو یقین ہو گیا کہ صحابہ قرآن و حدیث کو ایک ہی مسودے میں ملا کر لکھنے سے یکسر احتراز کرنے لگے ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو کتابتِ حدیث کی اجازت دے دی اور اس کے بعد صحابہ کرامؓ نے احادیث کو قلمبند کرنے لگے۔ علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان كراهة الكتابة فى الصدر الأول انما هى لان لا يضاهى بكتاب الله غيره أو يشتغل عن القرآن بسواه ونهى عن الكتب القديمة أن تتخذ لأنه لا يعرف حقها من باطلها وصحيحها من فاسدها مع أن القرآن كفى منها وصار مهيمناً عليها ونهى عن كتب العلم فى صدر الاسلام وجدته لقلة الفقهاء فى ذالك الوقت والمميزين بين الوحى و غيره لأن اكثر الأعراب لم يكونوا فقهوا

فی الدین ولا جالسوا العلماء العارفین فلم یؤمن أن یلحقوا ما یجدون من الصحف بالقرآن ویعتقدوا أن مااشتملت علیه کلام الرحمٰن"(18)

'' قرنِ اوّل میں کتابت کو ناپسند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں کتاب اللہ سے مشابہت نہ ہو یا قرآن کے سوا کسی اور شے میں انہماک نہ پیدا ہو اور پرانی کتابوں پر اعتماد کرنے سے اس لئے منع کیا کہ ان کے حق کو باطل سے اور صحیح کو غیر صحیح سے تمیز نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے ساتھ یہ وجہ بھی کہ قرآن ان کے سلسلے میں کافی اور ان کے کے لئے مُھَیمِنٌ ہے۔ ابتدائے اسلام میں علمِ حدیث کو تحریری شکل میں لکھنے سے اس لئے منع کیا گیا کیونکہ اس وقت اس بارے میں گہری بصیرت کی کمی تھی اور وحی وغیرِ وحی میں امتیاز کرنے میں شبہ ہوسکتا تھا، اکثر دیہاتیوں کو دینی بصیرت حاصل نہ تھی اور نہ وہ عارف علماء کے پاس بیٹھے تھے۔ اُن کے بارے اندیشہ تھا کہ وہ اپنے صحیفوں کو قرآن سے ملحق کردیتے اور یہ سمجھنے لگ جاتے کہ جو کچھ اِن میں ہے وہ اللہ کا کلام ہے۔''

بہر حال حدیث کی کتابت سے منع کرنے کا حکم نہ تو عمومی تھا اور نہ ہی دائمی، کیونکہ ان احادیث کی موجودگی کے باوجود بعد میں امت کا کتابتِ حدیث پر متفق ہو جانا اور پھر خود ممانعت والی ان روایات کا تحریری صورت میں ہم تک پہنچ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نوعیت کی جملہ روایات کا تعلق بالکل ابتدائی دور سے ہے اور یہ تمام منسوخ ہیں۔ بعد میں نہ صرف آپ ﷺ نے کتابتِ حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی، بلکہ کئی صحائف آپ ﷺ کے حکم سے ضبطِ تحریر میں بھی لائے گئے۔

2--- حدیثِ حضرت ابو ہریرہؓ پر تبصرہ

(1) حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لاتکتبوا عنی الا القرآن فمن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه،وحدّثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ، رواه البزاز وفیه عبد الرحمٰن بن زید بن اسلمؒ و هو ضعیف"(19)

''مجھ سے قرآن کے علاوہ مت لکھو، جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کوئی چیز لکھی ہو وہ مٹادے، بنی اسرائیل سے بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث کو بزاز نے روایت

کیا ہے اور اس روایت کے سلسلہ سند میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہے جو ضعیف ہے۔ ''

(2) حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ) سے ایک اور روایت درج ذیل سند کے ساتھ مروی ہے:

"عبد الرحمٰن بن زید بن اسلمؒ ، عن ابیه،عن عطاء بن یسارؒ، عن ابی هریرةؓ قال:"خرج علینا رسول اللّٰہ ﷺ ونحن نكتب الأحاديث فقال ما هذا الذی تكتبون؟ قلنا: أحاديث نسمعها منك قال:كتاب غیر كتاب اللّٰه ، أتدرون ما ضل الأمم قبلكم الا بما اكتتبوا من الكتب مع كتاب اللّٰه"(20)

'' ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم احادیث لکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تم کیا لکھ رہے ہو؟ ہم نے کہا وہ احادیث جو ہم نے آپ سے سنی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے؟ کیا تم جانتے ہو کہ پہلی قومیں اسی وجہ سے گمراہ ہوئیں کہ انہوں نے اللہ کی کتاب کے ساتھ ملا کر کتب لکھیں۔''

دوسری جگہ اسی روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ) سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

" فجمعناها فی صعید واحد فالقیناها فی النار"(21)

''پس ہم نے جو کچھ لکھا اسے ایک جگہ اکٹھا کیا اور جلا دیا۔''

ان روایات پر کسی تفصیلی تبصرے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان تمام روایات کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہے، جو ضعیف ہے۔ اور اس کے مجروح ہونے کی تصریح خود محدّثین نے کی ہے۔(22)

3--- زید بن ثابتؓ کی روایت پر تبصرہ

حضرت زید بن ثابتؓ (م ۴۴ھ) سے مروی ہے:

حدثنا نصر بن علی نا ابو احمد نا كثير بن زيد عن المطلب بن عبد اللّٰه بن حنطب ،قال: دخل زید بن ثابتؓ علی معاويةؓ فسأله عن حديث ، فأمر انساناً يكتبه ، فقال له زيدؓ:"ان رسول اللّٰه ﷺ أمرنا أن لا نكتب شيئاً من حديثه ، فمحاه"(23)

''زید بن ثابتؓ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے۔انہوں نے کسی حدیث کے بارے سوال کیا اور کسی آدمی کو حکم دیا کہ وہ لکھے۔حضرت زیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں احادیث لکھنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ اس نے مٹا دیا۔''

یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں کثیر بن زید مجروح راوی ہے(24) اس کے علاوہ مطلب بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ سے مرسل روایات بیان کرتا ہے۔حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کثیر التدلیس والارسال من الرابعة''(25)

''کثرت سے تدلیس اور ارسال والا اور طبقات کے چوتھے درجے سے ہے۔''

اس روایت میں دو راویوں پر کلام کیا گیا ہے، لہٰذا اس روایت پر مزید تبصرے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ محدثین کی جرح کے بعد یہ حدیث قابلِ استدلال نہیں ہے۔

4--- عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کا جائزہ

عبداللہ بن عمرؓ (م ۷۳ھ) سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اِنّا اُمّةٌ اُمِّيَّةٌ لا نحسب ولا نكتب ،والشّهر هكذا و هكذا و هكذا'' وعقد الابهام فى الثّالثة ''(26)

''ہم اُمّی (اَن پڑھ) قوم ہیں ہم نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں ۔مہینہ (انگلیوں کے اشارے سے) اس طرح ،اس طرح ،اور اس طرح ہے اور تیسری دفعہ آپ ﷺ نے انگوٹھے کو بند کر لیا۔(۲۹ دن کی طرف اشارہ کیا)۔

ابن عمرؓ (م ۷۳ھ) کی روایت کا کتابتِ حدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ اگر اس روایت کو عدمِ کتابت کے لئے دلیل بنایا جائے تو اس کا اطلاق قرآن مجید پر بھی ہوگا، دراصل یہاں پر حضور ﷺ نے صرف یہ فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں لکھنے کا رواج کم ہے اور ہم مہینے کی گنتی اس طرح انگلیوں پر کر لیتے ہیں ،اور اس میں کیا شک ہے کہ اہل عرب اپنے مثالی حافظے کی وجہ سے لکھنے پڑھنے کو معیوب خیال کرتے تھے۔عربی کی ضرب المثل ہے''العلم فى الصدور لا فى السطور''(علم تو سینوں میں ہے تحریر میں نہیں)،چونکہ اس روایت کا کتابت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس لئے اس حدیث کو کسی بھی محدث نے کتابتِ حدیث کے باب میں ذکر نہیں کیا۔

کتابتِ حدیث کی اجازت والی احادیث

اب ہم چند ایسی روایات پیش کریں گے جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو احادیث لکھنے کی اجازت دی تھی اور صحابہ کرامؓ نے اس اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احادیث کی بڑی تعداد کو قلمبند کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص (م ۶۵ھ) وہ صحابی ہیں جن کو تحصیل علم کا انتہائی شوق تھا، انہوں نے کتابتِ احادیث کے لئے حضور ﷺ کی اجازت کا خود ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

"انه أتى رسول الله ﷺ فقال: يارسول الله ﷺ! انى أريد أن أروى من حديثك فأردت أن أستعين بكتاب يدى مع قلبى. ان رأيت ذالك، فقال رسول الله ﷺ: ان كان حديثى ثم استعن بيدك مع قلبك"(27)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی حدیثیں روایت کروں ۔ میرا ارادہ ہے کہ میں دل کے ساتھ ہاتھ سے لکھنے کی مدد بھی لوں ،اگر آپ پسند فرمائیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری حدیث ہو تو اپنے دل کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بھی مدد لو۔''

حضور ﷺ کی اجازت کے بعد جب انہوں نے انہماک سے حدیثیں لکھنا شروع کیں تو بعض لوگوں نے انہیں کتابتِ حدیث سے منع کیا ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے آنحضور ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس اجازت کو بحال رکھا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۵ھ) کی اپنی زبانی یہ پورا واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

" كنتُ أكتبُ كل شئى أسمعُه من رّسول الله ﷺ أريد حفظه، فنهتنى قريش ، وقالوا:أتكتب كل شئى تسمعه ، ورسول الله ﷺ بشر يتكلّم فى الغضب والرضا ، فامسكتُ عن الكتاب ، فذكرتُ ذالك الى رسول الله ﷺ فقال:" اُكتُبْ والّذى نفسى بيده ما يخرج منه الا حق"(28)

''عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جو الفاظ سنتا تھا اسے لکھ

لیا کرتا تھا اس ارادہ سے کہ اسے یاد کرلوں گا، لیکن قریش نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے جو سنتے ہو وہ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ ﷺ بھی تو بشر ہیں، وہ غصہ میں بھی کچھ فرما دیتے ہیں (ان کی اس بات سے متاثر ہوکر) میں نے لکھنا ترک کردیا۔ پھر میں نے اس کا ذکر بارگاہِ رسالت ﷺ میں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جو بھی سنو ضرور لکھا کرو، اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔''

حضرت عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۵ھ) سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا:

"أكتبُ كل ماأسمعُ منك ؟ قال ﷺ:" نعم" قال: قلتُ؛ فى الغضب و الرضاء ، قال ﷺ: "نعم ، انّى لا اقولُ فى الغضبِ و الرضاءِ الا الحق"(29)

''میں جو کچھ بھی آپ ﷺ سے سنوں لکھ لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کی آپ ﷺ راضی ہوں یا غصے میں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ میں ہر حال میں حق بات کہتا ہوں۔''

عطاءؒ، عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۵ھ) سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا:

"يا رسول اللهﷺ:أ قيد العلم؟ ، قال ﷺ:"قيّدوا العلم" قال عطاءؒ: قلت:و ماتقييدالعلم؟ قالؓ:الكتاب"(30)

''کیا میں علم کو قید کرلوں (یعنی حدیث لکھ لیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علم کو مقید کرلو۔ عطاءؒ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمروؓ سے عرض کیا: قید کرنے سے آپؓ کی مراد کیا ہے؟ فرمایا: ''لکھنا۔''

حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ)، عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۵ھ) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

" مامن اصحاب رسول اللهﷺ أحد أكثر حديثا عنه منى الا ماكان من عبدالله بن عمروؓ فانه كان يكتب و لا أكتب"(31)

''صحابہؓ میں مجھ سے زیادہ کثیر الروایات اور کوئی نہ تھا۔ البتہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کا

معاملہ جداگانہ نوعیت کا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔"

حضرت ابوہریرہؓ (م ۵۸ھ) کا ہی بیان ہے:

"فانه كان يكتب بيده ويعيه بقلبه وكنت اعيه بقلبي ولا أكتب بيدي واستأذن رسول اللهﷺ في الكتابة عنه فأذن له"(32)

"اس لئے کہ وہ ہاتھ سے لکھتے اور دل میں محفوظ رکھتے تھے مگر میں دل میں یاد تو رکھتا تھا مگر ہاتھ سے نہیں لکھتا تھا۔ انہوں نے آپﷺ سے لکھنے کی اجازت طلب کی اور آپﷺ نے مرحمت فرمائی۔"

حضرت ابوہریرہؓ (م ۵۸ھ) سے روایت ہے:

" كان رجل من الأنصار يجلس الى رسول اللهﷺ فيسمع من النبيﷺ الحديث فيعجبه ولايحفظه، فشكى ذالك الى رسول اللهﷺ ، فقال: يارسول اللهﷺ!اني لأسمع منك الحديث فيعجبني ولا احفظه ، فقال رسول اللهﷺ:" استعن بيمينك، وأومأ بيده الخط"(33)

"انصار میں ایک شخص حضورﷺ کی مجلس میں جاتا، حدیثیں سنتا اور وہ اس کو اچھی لگتیں، مگر یاد نہ رکھ سکتا، اس نے آنحضورﷺ سے اپنے حافظے کی کمی کی شکایت کی کہ میں آپﷺ سے حدیث سنتا ہوں اور مجھے اچھی لگتی ہیں لیکن ان کو یاد نہیں رکھ سکتا تو آپﷺ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو، آپﷺ نے اپنے ہاتھ سے خط کی طرف اشارہ کیا۔"

حضرت انسؓ (م ۹۲ھ) کا بیان ہے:

" شكا رجل الى النبيﷺ سوء الحفظ فقال:استعن بيمينك"(34)

" رسول اللہﷺ سے ایک شخص نے شکایت کی کہ اسے حدیثیں یاد نہیں رہتی، ارشاد ہوا: اپنے ہاتھ سے مدد لو یعنی لکھ لیا کرو۔"

بعض روایات سے تو یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ آپﷺ کی موجودگی میں آپﷺ کے

اردگرد حلقہ بنا کر لکھا کرتے تھے۔ ابوقبیلؒ، عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۵ھ) سے روایت بیان کرتے ہیں:

بينمانحن حول رسول الله ﷺ نكتب اذ سئل رسول الله ﷺ أيّ المدينتين تفتح اوّلا قسطنطينية أو روميّة؟ فقال النبيّ ﷺ:لا، بل مدينة هرقل أوّلا "(35)

"(اسی دوران جبکہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے اردگرد لکھ رہے تھے، آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ "دونوں شہروں میں سے کون سا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا۔"

حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال خطبہ دیا۔ یمن کے ایک شخص ابوشاہؓ نے عرض کیا:

" اكتبوا لى يارسول الله ﷺ!فقال له رسول الله ﷺ:" اكتبوا لأبى شاه"(36)

"اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے یہ باتیں لکھ دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ابوشاہ کے لئے یہ باتیں لکھ دو"

غور کیا جائے تو یمنی صحابی کے لئے آپ ﷺ کا یہ فرمانا کتابتِ حدیث کی اجازت ہی تھا، عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۵ھ) کو آپ ﷺ کا کتابتِ حدیث کی اجازت دینا اور ان کا اپنے مرتب کردہ مجموعۂ حدیث کو محفوظ رکھنا، اس مؤقف کی تائید کرتا ہے، کیونکہ اگر ممانعت کا حکم متأخر ہوتا تو عبداللہ بن عمروؓ اس صحیفہ سے احادیث کو مٹا دیتے نیز مرضِ وصال میں آپ ﷺ کا قلم دوات طلب کرتے ہوئے فرمانا:

"اِئتونى بكتاب أكتب لكم كتاباً لن تضلّوا بعده ابداً "(37)

یہ آپ ﷺ کا ایسا عمل ہے جس سے کتابتِ حدیث کی اجازت خود آپ ﷺ ہی کے حکم سے ثابت ہورہی ہے۔ الغرض ممانعت ابتدائی دور میں تھی۔ اگرچہ حدیث کی کتابت کے جواز اور عدمِ جواز کے موضوع پر صحابہ کرامؓ کے درمیان تھوڑا بہت اختلاف پھر بھی رہا، تاہم صحابہ کی اکثریت لکھنے کو ہی جائز سمجھتی تھی اور بعد میں پوری امت کا اسی مؤقف پر اجماع منعقد ہوگیا۔ امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"كان بين السلف من الصحابة والتابعين اختلاف كثير فى كتابة

العلم، فكرهها كثيرون منهم، وأجازها أكثرهم ، ثم أجمع المسلمون على جوازها وزال ذالك الخلاف"(38)

''سلف میں سے صحابہؓ اور تابعینؒ میں حدیث کی کتابت کے بارے میں بہت اختلاف رہا ہے ۔ بہت سے لوگوں نے کتابتِ حدیث کو ناپسند کیا لیکن زیادہ تر اہل علم اس کے جواز کے قائل تھے، پھر تمام مسلمانوں کا کتابتِ حدیث کے جواز پر اجماع ہوگیا اور اس طرح یہ اختلاف جاتا رہا۔''

اس لئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو کتابتِ حدیث سے روک دیا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ حدیث کو محفوظ رکھنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے ، حالانکہ وہ بھی تو احادیث ہی ہیں جن میں عدمِ کتابت کا حکم ہے، پھر وہ کیسے محفوظ رہ گئیں؟ لہٰذا منکرینِ حدیث اور مستشرقین کے اس مؤقف میں کوئی جان نہیں کہ عہدِ صحابہ میں احادیث کے اس باہمی تضاد کی وجہ سے، احادیث کو تحریری شکل میں محفوظ نہیں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اکثر احادیث ضائع ہوگئیں۔

اس وقت ہمارے پیش نظر ان تمام احادیث کا استقصاء نہیں ہے جن میں کتابتِ حدیث کی اجازت منقول ہے بلکہ سر دست ہمارے پیش نظر ان چند روایات سے صرف یہ واضح کرنا ہے کہ کتابتِ حدیث کی اجازت والی روایات نہ صرف تعداد میں زیادہ ہیں بلکہ زیادہ قوی بھی ہیں ، اور تعاملِ امت سے ان روایات کے راجح ہونے میں کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ امام دارمیؒ (م ۲۵۵ھ) نے اس موضوع کی احادیث کے علاوہ ان تمام اسلاف کے اقوال کو بھی اپنی کتاب میں جمع کیا ہے جو کتابتِ حدیث کے جواز کے قائل تھے۔ (39)

علامہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے بھی ان تمام سلف صالحین کے اقوال نقل کئے ہیں جو کتابتِ حدیث کے قائل تھے۔ (40)

محدّثین کا موقف

زیر تبصرہ روایات کے ظاہری تعارض پر محدّثین کی توضیحات بیان کرنے سے پہلے ہم علمِ حدیث کے ایک معروف اصول کی طرف اشارہ کرنا چاہیں گے۔ محدّثین کے ہاں اصول یہ ہے کہ اگر متعارض روایات صحت کے ایک ہی درجہ میں ہوں تو وہ ان میں جمع و تطبیق کی کوشش کرتے ہیں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو ناسخ و منسوخ کے اصول کو استعمال کرتے ہیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو راجح اور مرجوح کا اعتبار کرتے ہیں ورنہ پھر توقف کرتے ہیں۔ (41) زیر بحث موضوع کی متناقض روایات میں سے بعض کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے محدّثین عظامؒ نے

دفعِ تعارض کے اصول کی روشنی میں ان کی مختلف توجیہات کی ہیں، اوران روایات کے درمیان ایسی تطبیق دی ہے جس کے بعد کسی قسم کا اشکال باقی نہیں رہتا۔ محدّث ابن قتیبہؒ (م ۲۷۶ھ) کتابتِ حدیث کی ممانعت اور اجازت پر مشتمل روایات کے درمیان پائے جانے والے تضاد کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ونحن نقول ان فی هذا معنيين (احدهما) ان يكون من منسوخ السنةبالسنة كأنه نهى فى أول الأمر عن ان يكتب قوله، ثم رأى بعد لما علم ان السنن تكثر وتفوت الحفظ أن تكتب وتقيد (والمعنى الآخر) ان يكون خصّ بهذا عبدالله بن عمروؓ لأنه كان قارئاً للكتب المتقدمة ويكتب بالسريانية والعربية و كان غيره من الصحابة أميّين لا يكتب منهم الا الواحد والاثنان واذاكتب لم يتقن ولم يصب التهجيى فلماخشى عليهم الغلط فيما يكتبون نهاهم ولما أمن على عبدالله ابن عمروؓ ذلك أذن له "(42)

"اور ہم کہتے ہیں کہ یہاں دو باتوں کا احتمال ہے۔ ایک یہ کہ ایک حدیث نے دوسری کو منسوخ کر دیا ہو۔ گویا آپ ﷺ نے شروع میں یہ حکم دیا تھا کہ آپ ﷺ کے اقوال کو نہ لکھا جائے لیکن جب بعد میں آپ ﷺ نے دیکھا کہ احادیث بہت زیادہ ہیں اوران سب کو یاد رکھنا مشکل ہے تو آپ ﷺ نے ان کے لکھنے کی اجازت دے دی۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ لکھنے کی اجازت عبداللہ بن عمروؓ کے ساتھ خاص ہو، کیونکہ وہ سابقہ کتب کا علم رکھتے تھے، عربی اور سریانی میں لکھنا جانتے تھے جبکہ دوسرے صحابہؓ زیادہ تر اُمّی تھے، اوران میں سے ایک دو کے سوا کوئی لکھنا نہیں جانتا تھا، اور اگر کوئی لکھتا تو وہ کتابت کا ماہر نہ تھا اور حروف کا درست استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے جب ان کی تحریر میں غلطی کا خدشہ محسوس کیا تو انھیں لکھنے سے منع کر دیا، جبکہ عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں ایسا کوئی خدشہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔"

گویا اصول نسخ کی روشنی میں ان متعارض روایات کی ایک توجیہ تو یہ ہے کہ ممانعت کا حکم ابتدائی دور کا ہے بعد میں آپ ﷺ نے احادیث لکھنے کی اجازت دے دی لہٰذا ممانعت والی روایات منسوخ ہیں جبکہ

اجازت والی روایات ناسخ ہیں۔ اس موقف کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کتابت کی اجازت والی روایات کے بڑے راوی حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ) ہیں، جو ہجرت کے ساتویں سال مسلمان ہوئے، گویا امّت کے مجموعی رجحان کے علاوہ ان روایات کے منسوخ ہونے کا یہ ایک اہم قرینہ ہے، کہ یہ روایات حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں جو آخری دور میں مسلمان ہوئے لامحالہ اجازت کی روایات بھی آخری دور سے تعلق رکھتی ہیں۔

اسی طرح ان روایات کی ایک توجیہ جمع و تطبیق کے اصول کی روشنی میں بھی کی جاسکتی ہے وہ اس طرح کہ اجازت کو ان لوگوں کے ساتھ خاص سمجھا جائے جو قرآن وحدیث کے فرق کو بخوبی سمجھتے تھے جبکہ ممانعت کا حکم ان لوگوں کے لئے تھا جو رسم الخط اور قرآن وحدیث کے باہمی فرق سے پوری طرح آشنا نہیں تھے، کیونکہ حضورﷺ کے اکثر صحابہؓ ابتدائی دور میں علمِ رسم الخط سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے تھے اور ان کی تحریر کردہ باتوں میں غلطی اور شبہے کا احتمال غالب تھا اور ایسی خلط ملط تحریروں سے استفادہ بھی نہیں ہوسکتا تھا اس لئے حضورﷺ نے کتابتِ حدیث کی ممانعت فرمادی، البتہ عبداللہ بن عمروؓ (م ۶۵ھ)، جو سریانی و عبرانی رسم الخط میں مکمل مہارت رکھتے تھے، کو آپﷺ نے لکھنے کی اجازت دے دی تھی، لہٰذا ممانعت کی بناء یہ نہیں تھی کہ حضورﷺ بجز قرآن کے کسی دوسری چیز کو باقی رکھنا ناپسند فرماتے تھے، بلکہ رسم الخط کے جاننے اور نہ جاننے پر اجازت و ممانعت کا دارومدار تھا۔ امام ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) ان احادیث میں تطبیق کے مختلف امکانی پہلوؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"والجمع بينهما أن النهى خاص بوقت نزول القرآن خشية التباسه بغيره، والاذن فى غير ذلك، أو أن النهى خاص بكتابةٍ غير القرآن مع القرآن فى شىء واحد والاذن فى تفريق هما، أو النهى متقدم والاذن ناسخ له عندالأمن من الالتباس وهو اقربها مع انه لا ينافيها، وقيل النهى خاص بمن خشى منه الاتكال على الكتابة دون الحفظ، والاذن لمن أمن منه ذلك"(43)

''ان احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ نہی نزولِ قرآن کے التباس کی وجہ سے کی گئی ہے، التباس کا خطرہ نہ رہا تو اجازت دے دی یا ایک صفحہ پر قرآن مجید کے ساتھ کسی چیز کے لکھنے سے نفی خاص ہے اور الگ اجازت تھی یا نہی مقدم ہے اور اذن ناسخ ہے یا نہی اس کے لئے

ہے جو صرف کتابتِ حدیث پر تکیہ کرے اور حفظ کو چھوڑ دے، دوسرے کو اجازت ہے۔''

ڈاکٹر خالد علوی زیرِ تبصرہ موضوع کی احادیث کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضورﷺ کا اس سے منشا ہرگز یہ نہ تھا کہ ان حدیثوں کو محفوظ نہ کیا جائے یا انہیں قابلِ استناد ہی نہ سمجھا جائے بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتﷺ اس امر میں سخت محتاط تھے کہ کہیں کلامِ الٰہی اور کلامِ رسولﷺ کو اس طرح یکجا نہ کر دیا جائے کہ آئندہ نسلیں ان دونوں میں تمیز ہی نہ کر سکیں اور غلو کر کے دونوں کو ہم مرتبہ سمجھنے لگیں۔ آپﷺ کلامِ الٰہی اور کلامِ رسول اللہﷺ میں الفاظ کے لحاظ سے بھی اور مرتبہ کے اعتبار سے بھی ایک فرق قائم رکھنا ضروری خیال فرماتے تھے۔ چنانچہ یہ فرق آج بھی قرآن کے بہت بلند مرتبہ اور حدیث کے دوسرے مأخذِ قانون ہونے پر بیّن شہادت ہے، جو لوگ عدمِ کتابت کی روایت کو حدیث کی عدمِ صحت و حجیت پر دلیل بناتے ہیں وہ عقل و منطق اور آثارِ صحابہؓ کی رو سے ناقابلِ اعتبار ہے۔ پھر استدلال کا یہ طریقہ کے حضورﷺ نے چونکہ کتابت سے منع فرمایا تھا اس لئے حفاظتِ حدیث کا کوئی انتظام نہ ہو سکا اور بعد کے لوگوں نے اپنے اندازے سے سلسلہ ہائے سند مرتب کئے ہیں، بڑا سطحی اور نہایت بے وزن معلوم ہوتا ہے کیونکہ حفاظت کا ذریعہ صرف تحریر ہی نہیں حافظہ بھی تھا پھر اس ایک حدیث کی بناء پر جس کی مناسب توجیہ بھی کی جا سکتی ہے، ہم حضورﷺ کے ان ارشادات و مساعی کو نظر انداز نہیں کر سکتے جو فنِ کتابت اور کتابتِ حدیث کے سلسلے میں آپﷺ نے انجام دیئے۔''(44)

مذکورہ بالا پوری بحث اور دلائل کا حاصل یہ ہے کہ وہ روایات جن میں کتابت سے منع کیا گیا ہے اگرچہ اصولِ روایت اور سند کے لحاظ سے ان میں سے بعض صحیح ہیں تاہم موضوع کے تفصیلی مطالعہ سے جو حقائق نکھر کر سامنے آتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

1--- کتابتِ حدیث کی ممانعت والی روایات منسوخ ہیں، کیونکہ ان روایات کا سیاق و سباق، تاریخی پس منظر اور دیگر شواہد اس مؤقف کی تائید کرتے ہیں اور پھر صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد کا کتابتِ حدیث کی طرف عملی رجحان ان احادیث کے مفہوم کو متعین کرنے میں ہمارے لئے حجت ہے۔

2--- جمع و تطبیق کے اصول کی روشنی میں بھی ان روایات کا مفہوم متعین کیا سکتا ہے یعنی نہی نزولِ قرآن کے وقت التباس کی وجہ سے کی گئی ہے، لیکن جب التباس کا خطرہ نہ رہا تو آپﷺ احادیث لکھنے کی اجازت دے دی۔

3--- ان روایات کی ایک توجیہ یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ہی صفحہ پر قرآن مجید کے ساتھ احادیث لکھنے سے منع فرمایا تھا، جیسا کہ کئی روایات سے یہ اشارہ ملتا ہے جبکہ احادیث کو الگ صفحات پر لکھنے کی اجازت تھی۔

4--- یا ممانعت کا حکم ان لوگوں کے لئے تھا جو حدیث کے حفظ کرنے میں اور باہم مذاکرہ کرنے میں کاہلی کا شکار ہو رہے تھے اور صرف کتابتِ حدیث پر تکیہ کئے ہوئے تھے، شاید اسی پس منظر میں آپ ﷺ نے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی جو حدیث کو یاد کرتے ہیں اور اس کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ جبکہ جو لوگوں حفظ کے خوگر تھے ان کو آپ ﷺ کی طرف سے احادیث لکھنے کی اجازت تھی۔

جہاں تک منکرینِ حدیث اور مستشرقین کے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ احادیث میں اس تعارض اور تناقض کی وجہ سے صحابہ کرامؓ تذبذب شکار رہے کہ احادیث کو لکھا جائے یا نہ لکھا جائے، جس کی وجہ سے قرنِ اوّل میں حدیث کی حفاظت کے لئے کوئی منظّم کوشش نہ کی جاسکی اور جب دوسری اور تیسری صدی ہجری میں احادیث کی جمع و تدوین کا کام شروع ہوا تو اس وقت تک حدیث رسول ﷺ کا بڑا حصّہ ضائع ہو چکا تھا، اس اعتراض کا تفصیلی جواب تو اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں ہے، البتہ ہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ ذخیرۂ حدیث پر نظر رکھنے والے کسی بھی طالب علم کی نظر میں پہلے اعتراض کی طرح یہ اعتراض بھی بالکل سطحی ہے۔ فنِ حدیث پر گہری نظر رکھنے والے اہل علم اور تحقیق و جستجو کے خوگر علماء نے عہدِ رسالت ؐ اور عہدِ صحابہؓ میں حدیثِ نبوی کے کئی صحائف کا وجود دلائل سے ثابت کیا ہے۔ جو اہل علم اس موضوع کے تفصیلی مطالعہ کے خواہاں ہوں ان سے گزارش ہے کہ وہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (م ۲۰۰۱ء) کی مرتب کردہ کتاب ''الوثائق السیاسیة'' ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے ۲۸۱ ایسے خطوط اور وثائق کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق صرف نبی ﷺ کی ذات سے ہے۔ (45) اسی طرح ڈاکٹر صاحبؒ موصوف نے ''صحیفہ ہمام بن منبّہ'' ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے، جس میں ۱۳۸ احادیث درج ہیں، اس مخطوطے کی دریافت قرنِ اوّل میں کتابتِ حدیث کی بہت بڑی شہادت ہے۔ ہمام بن منبّہ (م ۱۰۱ھ) ابو ہریرۃؓ (م ۵۸ھ) کے شاگرد ہیں۔ اس مخطوطے کی دریافت اور اشاعت ڈاکٹر صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ (46) علاوہ ازیں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے شاہانِ عالم کے نام رسول اللہ ﷺ کے کئی خطوط بھی دریافت کئے ہیں، چونکہ ان میں سے کئی خطوط حدیث کی مستند کتابوں میں بھی منقول ہیں اس لئے نو دریافت شدہ خطوط اور کتبِ حدیث میں مطابقت کا پایا جانا بھی کتبِ حدیث کے مستند ہونے اور قرنِ اوّل ہی میں کتابتِ حدیث کی واضح دلیل ہے۔ (47)

اس موضوع پر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی کا پی ایچ ڈی کا مقالہ "Studies in Early Hadith Litreture" جو "دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینه" کے عنوان سے دو جلدوں میں عربی زبان میں شائع ہو چکا ہے، خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے نہ صرف حدیثِ نبوی کی جمع و تدوین کی تاریخ کا تفصیلی حال بیان کیا ہے بلکہ باون (۵۲) صحابہ کرامؓ اور دوسو باون (۲۵۲) تابعین عظامؒ کے صحائف کا ذکر کیا ہے، جس سے قرنِ اوّل میں حدیث کی کتابت اور حفاظت کے لئے کی جانے والی ہمہ گیر کوششوں پر روشنی پڑتی ہے۔(48)

حواشی وتعلیقات

(1) ابن حزمؒ، ابومحمد علی الاندلسی الظاہری، (384-456ھ)

"الاحکام فی اصول الاحکام"، ۱۲۱/۱، (دارالکتب العلمیة، بیروت، مجلدات:2)

(2) اطہر مبارکپوری، قاضی

"خیرالقرون کی درس گاہیں اوران کا نظام تعلیم تربیت"، (ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۰ء)

(3)Alfred Guillaume,

"Islam" , p:89-90 ,(London 1963)

(4)Dancan B.Macdonald,

"Muslim Theology , Jurisprudence and constitution Theory", p:76-77

(Beirut Khayats, 1965)

(5) ابوریّہ مصری محمود

"الاضواء علی السنة المحمدية"، ص: ۲۵۱، (دار المعارف، مصر)

(6) جیراج پوری، محمد اسلم، علامہ، (م 1955ء)

"ہمارے دینی علوم"، ص۱۷ (دوست ایسوسی ایٹس، اردو بازار لاہور)

(7) پرویز، غلام احمد، علامہ، (م 1985ء)

"مقام حدیث"، ص: ۵ ، (طلوع اسلام ٹرسٹ بی/ گلبرگ۔۲، لاہور، ۲۰۰۱ء)

(8) علامہ خطیب بغدادیؒ (م۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب "تقیید العلم" تین اقسام (ابواب) میں تقسیم کیا ہے:

القسم الاول: اس حصے میں وہ روایات نقل کی گئی ہیں جن سے کتابتِ حدیث کی ممانعت ثابت ہے، اور پھر ان صحابہ کرامؓ اور تابعین کا تذکرہ ہے جن سے کتابتِ حدیث کی ممانعت والی روایات مروی ہیں۔

القسم الثانی: اس حصے میں خطیب بغدادی نے ان لوگوں کے نام ذکر کیے ہیں جن سے کتابتِ حدیث کی کراہت منقول ہے اور انہوں نے اس کراہت کی وجوہات بھی بیان کی ہیں۔

القسم الثالث: کتاب کے اس حصے میں علامہ بغدادیؒ نے وہ احادیث ذکر کی ہیں جن سے کتابت حدیث کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح صحابہ کرامؓ اور تابعین کے ان آثار کا ذکر کیا ہے جن سے کتابت حدیث کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔

(9) مسلم بن حجاج بن مسلم القشیریؒ، الامام ابوالحسین، (204-261ھ)

"صحیح مسلم"، کتاب الزهد، باب التثبت فی الحديث، ح: ۷۵۰۱، ص: ۱۲۹۷

، (دارالسلام للنشر والتوزيع، الرياض، 1998ء)

الخطیب البغدادیؒ، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، (392-463ھ)

"تقييد العلم"، نهى الرسول ﷺ عن الكتاب، القسم الاول، الفصل الاول، ص: ۳۱،

(تحقيق : يوسف العش)، داراحیاء السنة النبویة، القرہ، 1974ء)

(10) ابن عبدالبرؒ، ابو یوسف بن عبداللہ بن محمد، (م ۴۶۳ھ)

"جامع بیان العلم و فضله"، باب ذکر کراهية كتابة العلم بالصحف، ح:٢٦٦، ص:٨٩

(11) الدارمیؒ، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام، (م ۲۵۵ھ)

"سنن الدارمی"، باب من لم یر کتابة الحدیث، ١/١١٩، (المکتبة العلمية ،لاهور)

(12) ابن حجر العسقلانیؒ، احمد بن علی، (773-852ھ)

"فتح الباری"، کتاب العلم، باب کتابة العلم، ١/٢٠٨، (،موسسة مناهل العرفان، بیروت، مجلدات:13)

(13) احمد بن حنبلؒ، ابوعبداللہ الشیبانی، (164-241ھ)

"المسند"، مسندِ ابی سعید الخدریؓ، ح: ١٠٧٠٨، ٣/٣٨٦

، (داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1991)، مجلدات:7)

الهیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، (م 807ھ)

"مجمع الزوائد ومنبع الفوائد"، کتاب العلم ،باب کتابة العلم، ١/٣٨٧

، (دارالفکر، بیروت، 1994ء، مجلدات:10)

(14) ترمذیؒ، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الامام (200-279ھ)

"جامع الترمذی"، ابواب العلم، باب ماجاء فی کراهية کتابة العلم، ح:٢٦٦٥، ص:٦٠٥

، (دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، 1999ء)

"تقیید العلم"، الفصل الاول ، نهی الرسول ﷺ عن الکتاب، القسم الاول، ص:٣٣،٣٢

(15) "سنن الدارمی"، باب من لم یر کتابة الحدیث ، ١/١١٩

(16) الخطابیؒ، احمد بن محمد، (م ۳۸۸ھ)

"معالم السنن"، ٤/١٨٤ (المکتبة العلمية ، بیروت ، ١٩٨١ء)

(17) "مجمع الزوائد"، کتاب العلم ، باب کتابة العلم ،ح:٦٧٤، ١/٣٧٩

(18) "تقیید العلم"، ص:٥٧

(19) "مجمع الزوائد"، کتاب العلم ، باب کتابة العلم ،ح:٦٧٣، ١/٣٧٩

(20) "تقیید العلم" ، ص:٣٤

(21) "تقیید العلم ، ص:٣٤

(22) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مثلاً:

ابن معینؒ کہتے ہیں: "بنو زید بن اسلم لیسوا بشئی" امام بخاریؒ کہتے ہیں: "عبد الرحمٰن ضعفه علّی جدا" امام احمدؒ کہتے ہیں: "عبد اللّٰه ثقة والآخران ضعيفان" امام شافعیؒ کہتے ہیں :سئل رجل عبد الرحمن بن زيد بن اسلم :حدثک ابو ک عن ابيه ان سفينة نوح طاف بالبيت وصلی خلف المقام رکعتين؟ فقال:نعم ، وقال الشافعیؒ :ذکر لمالک حديث ، فقال :من حدثک ؟ فذکر له اسنادا منقطعا فقال : اذهب الی عبد الرحمن بن زيد بن اسلم يحدثک عن ابيه عن نوح عليه السلام" (الذہبی، ابوعبداللہ، محمد بن احمد بن عثمان، (م ۷۴۸ھ) "میزان الاعتدال"، ٢/٥٦٤-٥٦٦ ،(دارالمعرفة ، بیروت)

(23) ابوداؤدؒ،سلیمان بن اشعث بن اسحاق الازدی السجستانی،(202-275ھ)

"سننِ ابی داود" ،کتاب العلم ، باب کتابة العلم ، ح:٣٦٤٧ ، ص: ٥٢٤

(دارالسلام للنشر و التوزیع،الریاض،1999ء)

"تقیید العلم" ،٣٥

(24) ابن حجر العسقلانیؒ ،احمد بن علی ، (773-852ھ)

"تهذیب التهذیب"،تذکرہ کثیر بن زید ،٤١٣/٨ ،(دارصادر، بیروت،1326ھ، مجلدات:12)

(25) "تهذیب التهذیب"،تذکرہ المطلب بن عبداللہ ،١٠/١٧٨۔١٧٩

(26) النسائیؒ ،احمد بن شعیب بن علی بن سنان، ابوعبدالرحمن ،(215-303ھ)

"سنن النسائی"،کتاب الصیام ، باب قبول شهادة الرجل الواحد علی هلال شهر رمضان ، ح:٢١٤٢ ،ص:٣٠٠

،(دارالسلام للنشر و التوزیع، الریاض، 1999ء

(27) "سنن الدارمی"، باب من رخص فی کتابة العلم ، ١/١٢٥،١٢٦

(28) ابو داؤد،کتاب العلم ، باب فی کتابة العلم، ح: ٣٦٤٦، ص:٥٢٣-٥٢٤

(29) "تقیید العلم"، ص:٧٧

"جامع بیان العلم"، باب ذکر الرخص فی کتاب العلم ،ح:٣٠٣ ،ص:٩٩۔١٠٠

(30) "جامع بیان العلم"، باب ذکر الرخص فی کتاب العلم،ح:٣٢٣ ،ص:١٠٤

"تقیید العلم" ، باب قیّدو االعلم بالکتابة، ص:٦٨

الحاکم ،ابوعبداللہ،النیسابوری،(م 405ھ)

"المستدرک علی الصحیحین "کتاب العلم، باب قیّدوا العلم....،١/١٠٦

،(دارالفکر، بیروت،2002ء ، مجلدات:5)

(31) بخاریؒ ،محمد بن اسماعیل،(192-256ھ)

"صحیح بخاری"، کتاب العلم، باب کتابة العلم، ح: ١١٣، ص:٣٠

،(دارالسلام للنشر و التوزیع، الریاض، 1998ء)

"سنن الدارمی"، باب من رخص فی کتابة العلم، ١/١٢٥

(32) مجمع الزوائد،کتاب العلم ،باب ما جاء فی رخصة فیه ،ح:٦٧٦ ، ١/٣٧٩

(33) ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی رخصة فیه ، ح: ٢٦٦٦، ص:٦٠٥

(34) "تقیید العلم" ، باب سوء الحفظ ان یستعین بالخط، ص:٦٥

(35) "سنن الدارمی"، باب من رخص فی کتابة العلم، ١/١٢٦

(36) ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الرخصة فیه، ح: ٢٦٦٧، ص:٦٠٥

(37) بخاری ،کتاب الجهاد ، باب هل یستشفع الی اهل الذمة و معاملتهم؟ ، ح:٣٠٥٣ ،ص:٦١٩

(38) النوویؒ، محی الدین ابوزکریا یحی بن شرف، الامام، (631-676ھ)

"المنهاج"، (شرح صحيح مسلم)، ١٨/١٢٩-١٣٠، (مؤسسة مناهل العرفان، بيروت، مجلدات:6)

(39) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

"سنن الدارمي"، كتاب العلم، باب من رخص في كتابة العلم، ١/١٢٥-١٣٠

(40) فصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

"تقييد العلم"، ٨٧-١٠٧

(41) ابن حجر العسقلانیؒ، احمد بن علی، (773-852ھ)

"شرح نخبة الفكر"، ص:٥٩-٦٠، (مؤسسۃ مناہل العرفان، بیروت، 1990ء)

(42) ابن قتیبۃؒ، ابومحمد بن عبداللہ مسلم، (م 276ھ)

"تاويل مختلف الحديث"، ص:١٩٣ (مكتبه اسلاميه، كوئٹه، ١٤٠٣ھ)

(43) "فتح الباری"، كتاب العلم، باب كتابة العلم، ١/٢٠٨

(44) خالد علوی، ڈاکٹر

"حفاظتِ حدیث"، ص:١٠٤، ١٠٥، (الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار، لاہور، ١٩٩٩ء)

(45) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، (م 2001ء)

"مجموعة الوثائق السياسية في العهد النبوي والخلافة الراشدة"، (قاهرة، 1941ء)

(46) "صحیفہ ہمام بن منبہ"، (بیکن بکس، لاہور، 2005ء)

(47) "رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی"، (دارالاشاعت، کراچی، 1987ء)

(48) محمد مصطفیٰ الاعظمی، ڈاکٹر

"دراسات في الحديث النبوي وتاريخ تدوينه"، ١/٩٢-٣٢٥ (المكتب الاسلامي، بيروت، ١٩٩٥ء)